دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنا ئی

# عجب چیز ہے لذت آشنائی

تحریر: حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد فون 659456

| | | |
|---|---|---|
| کتاب | : | عجب چیز ہے لذت آشنائی |
| تحریر | : | حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات) |
| فرمائش | : | طلباء و طالبات ادارہ نجم الھدیٰ |
| صفحات | : | 24 |
| تعداد | : | 1100 |
| قیمت | : | |
| کمپوزنگ | : | محمد اشفاق |
| ناشر | : | ادارہ نجم الھدیٰ |


## ایصال ثواب

☆ والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ مصنف کتاب ہذا

☆ برادر ان لاء محافظ وطن حوالدار ایاز خان

☆ جمیع مومنین مومنات مسلمین مسلمات

## ملنے کا پتہ

☆ جامع مسجد حامدی رضوی محلہ پنج پیر جھنگ روڈ فیصل آباد

☆ جامع مسجد عمر نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

☆ ملک بھر کے ہر بڑے بک سٹال سے طلب فرما سکتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ سوز محبت کا کیا تھا اک بار
تادم مرگ زباں سے میری چھالے نہ گئے

# انتساب

ساغر چھوا بھی ہو تو میرے ہاتھ ٹوٹ جائیں
ناصح میں کیا کروں وہ نظر سے پلا گئے

یہ بندہ کمترین ، ادب و تعظیم کے گلشن کا گلچیں ، عشق و محبت کی شمیم عنبر فشاں کی مہک ، آداب کے چند پھولوں ، اور تعظیمات کے متعدد غنچوں کو ۔۔ ارادت و عقیدت کے رشتے میں مربوط کر کے

اہل دل ۔۔۔۔۔اہل نظر ۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل ارشاد ۔۔۔۔۔ اہل فیض ۔۔۔۔۔اہل فراست کے نام ۔۔۔۔۔
اہل خواب ۔۔۔۔۔ اہل خیال ۔۔۔۔۔ اہل خطابت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل دانش ۔۔۔۔۔ اہل درد ۔۔۔۔۔ اہل درایت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل حال ۔۔۔۔۔اہل کمال ۔۔۔۔۔ اہل کہانت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل ادب ۔۔۔۔۔ اہل جذب ۔۔۔۔۔ اہل انابت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل ہوش ۔۔۔۔۔ اہل جوش ۔۔۔۔۔اہل جودت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل نور ۔۔۔۔۔ اہل شعور ۔۔۔۔۔ اہل شہادت کے نام۔۔۔۔۔
اہل ذکر ۔۔۔۔۔ اہل فکر ۔۔۔۔۔ اہل فطنت کے نام ۔۔۔۔۔
اہل فقر ۔۔۔۔۔اہل فنا ۔۔۔۔۔ اہل فتوت کے نام ۔۔۔۔
اہل سوز ۔۔۔۔۔اہل ساز ۔۔۔۔۔اہل محبت کے نام ۔۔۔۔
اہل ظرف ۔۔۔۔۔اہل ضمیر ۔۔۔۔۔اہل ذکاوت کے نام ۔۔۔۔
اہل اسراء ۔۔۔۔۔اہل کشف ۔۔۔۔۔اہل کرامت کے نام ۔۔۔۔
اہل قرار ۔۔۔۔۔اہل امر ۔۔۔۔۔اہل امامت کے نام ۔۔۔۔
اہل معنی ۔۔۔۔۔ اہل لفظ ۔۔۔۔۔اہل عبادت کے نام ۔۔۔۔

اہل حق ------ اہل یقین ------اہل امانت کے نام -----

اہل صدق ------اہل ولا ------اہل ولایت کے نام -----

اہل تمکین ------ اہل سکر ------اہل سکینت کے نام -----

اہل ترک ------اہل تمنا ------ اہل حسرت کے نام -----

اہل شوق ------اہل ذوق ------اہل ہمت کے نام-----

اہل راز -----اہل رموز ------اہل ریاضت کے نام ------

اہل ناز ------ اہل نیاز ------اہل نزاکت کے نام -----

اہل جدت -------اہل روایت کے نام ------

اہل حیرت ------- اہل حرارت کے نام ------

اہل عشق ------- اہل محبت کے نام -----

کرتا ہے----------

جن کے چشمہ فیض روحانیت سے مخلوق خدا مستفیض و مستفید ہو رہی ہے۔ اور ہوتی رہے گی۔-----

اور ہاں ان ہی مردان خدا آگاہ نگاہوں نے تربیت کر کے اس عاجز کو اپنا آستانہ دکھایا رو برو بھٹایا --- اپنا بنایا --- اور چلتے وقت اپنے دست خاص سے تبرک -----شعور قلب و نظر عطا فرمایا۔

؎ میں روشناس نہ تھا اس نے روشناس کر دیا
پتہ نہ تھا جس کا اس نے پتہ بتا دیا

الھم انی ابرئی حولی و قوتی الی حولک و قوتک واسئلک الرشاد

انا تراب اقدام اولیائہ الکرام
فقیر محمد زمان خان چشتی سیالوی

# نزر عقیدت

والدین

کے نام

جنہوں نے

اپنے زخمی ہاتھوں

سے مجھے

بہت اونچا

تعمیر کیا......!

زماں

# نذرِ محبت

بہت ہی پیارے بیٹے'

نعمت رب کریم بصورت بیٹا

صاحبزادہ محمد قمر الزمان خان (چاند)'

رحمت رب کریم بصورت بیٹی

فاطمہ بتول حسن کائنات (پری)

اور

مہک بتول حسن بہار (چاندنی)

کے نام

جن کی محبت میری زندگی کا اثاثہ ہے۔

اور یہ میری چاہت' شفقت اور محبت کے مستحق ہیں۔

اے خدا ان نازک سی جانوں کو سدا خوش رکھنا۔

الٰہی !

ان کی پھولوں جیسی حسین زندگی میں کبھی بھول کر بھی خزاں نہ آئے۔

زمین و آسمان پر چاند بن کر چمکیں۔

آمین

بطفیل زلف محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

# انتساب

عظیم حسین محبوب

کے نام ..............................

بن دیکھے جن سے

محبت ہوئی۔

ہر وقت میرے

تصور میں رہتے ہیں۔

دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے
رات کو اکثر تو ہی خوابوں میں نظر آتا ہے

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذباالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ قادروکریم علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے کتنی عرفان کی بات کہہ گئے ہیں۔ واقعی جسے یہ لذت آشنائی حاصل ہو جائے وہ سوائے اپنے محبوب کی ذات کے ہر چیز سے بیگانہ اور دست بردار ہو جاتا ہے دنیا کی قیمت اس کی نظروں میں پرکاہ کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ اس کے دل ودماغ اور عقل وخرد میں ایک اور صرف ایک سودا سما جاتا ہے کہ جو پیمان وفا باندھا ہے اس پر حرف نہ آ جائے۔ نہ اس کی آنکھوں میں مال وزر کی کوئی قدرومنزلت ہوتی ہے اور نہ جاہ واقتدار کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رحمت دوجہاں ﷺ کے ساتھ جب پیمان وفا باندھا تو اس پر کبھی حرف نہ آنے دیا۔ انہوں نے وفاداری اور اطاعت شعاری کے ایسے ان مٹ نقوش صفحہ روزگار پر ثبت کئے کہ ان کی آب وتاب اور زیب وزینت پندرہ صدیاں بیت جانے کے باوجود کم نہ ہوئی۔ آئندہ چند صفحات میں لذت آشنائی سے سرمست غلامان محبوب کریم ﷺ کی دوعالم سے بیگانگی کے واقعات مطالعہ فرمائیے۔

☆ دارارقم میں خفیہ تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں بھرپور معاونت کر رہے تھے۔ ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ ان میں سے اکثر کو آپ نے لات ومنات کی فسوں کاریوں سے نکال کر خالق کائنات کی بارگاہ ربوبیت میں جھکا دیا تھا۔ جب کم وبیش چالیس خوش نصیب افراد دولت ایمان سے اپنے قلوب کو منور کر چکے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی غیرت دینی نے یہ گوارہ نہ کیا کہ اب چھپ کر خالق کائنات کی عبادت کی جائے۔ اس لئے ایک روز اپنے آقا رحمت دوجہاں ﷺ کی خدمت عالیہ میں عرض کی کہ اب بجائے چھپ کر عبادت کرنے کے ہمیں کھلے بندوں بیت اللہ شریف میں عبادت کرنی چاہئے اور فریضہ تبلیغ بھی کھل کر ادا کرنا چاہئے۔ کریم آقا ﷺ نے اس تجویز سے اس بنا پر اتفاق نہ فرمایا کہ اہل ایمان کی تعداد کم تھی۔ لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جوش ایمان اور جذبہ صادق بار بار انہیں مجبور کرتا کہ اپنے آقا ﷺ کے حضور اپنی عرضداشت پیش کریں۔ اصرار جاری رہا تو ایک روز مالک دوجہاں ﷺ نے اجازت عطا فرمادی۔

ایمان والے دارارقم سے نکل کر اللہ کریم کے پاکیزہ گھر میں جا پہنچے اور صحن کعبہ میں اپنے اپنے قبیلوں میں جا بیٹھے۔ جب سارے مسلمان پہنچ گئے تو روح جان کائنات ﷺ بھی پہنچ گئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ ہر قسم کے خوف وخطرے سے بے نیاز ہو کر کھڑے ہو گئے۔ پاکیزہ دین متین کا پہلا پاک باز خطیب خالق ارض وسماوات کے حضور ہدیہ عبودیت پیش کرنے کو بے تاب تھا۔ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور محبوب کبریاء ﷺ کی طرف سے دعوت کا آغاز کرتے ہوئے توحید ورسالت کا درس شروع کیا اور لوگوں کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ مشرکین پہلے تو سن کر دم بخود رہ گئے پھر غصہ میں بے قابو ہو کر مبلغ اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ کفار کے مشتعل ہجوم نے شمع رسالت کے اس پروانے کو مار مار کر زمین پر گرا دیا۔ لاتوں سے مار رہے تھے۔ پاؤں سے کچل رہے تھے اور پھر کچھ شریر ڈنڈوں اور جوتوں سے مارنے لگے۔ انبیاء کے بعد سطح ارضی پر سانس لینے والے انسانوں میں سب سے افضل انسان دین حقہ کے لئے پٹ رہا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ بدبخت نے اپنے بھاری جوتے اتار لئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور ان کے چہرہ پر مسلسل ضربیں لگانا شروع کر دیں جس سے ان کا چہرہ سوج گیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا چہرہ اس طرح سوج گیا تھا کہ ناک علیحدہ نظر ہی نہ آتی تھی۔ اللہ اللہ! اتنے جبر وتشدد کے باوجود جب تک ہوش میں رہے نہ زبان پر شکوہ تھا نہ شکایت۔ زبان پر تو احد واحد کی صدائیں تھیں۔ عشق میں یوں ہی ہوا کرتا ہے۔ شاعر نے کہا خوب کہا ہے۔

کیسا شکوہ شکایتیں کیسی ضبط لازم ہے آدمی کے لئے
درد کی چوٹ جو اٹھا نہ سکے دل مناسب نہیں وہ عاشقی کے لئے

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو تیم کے لوگ قبیلہ کے وقار کی خاطر انہیں اٹھا کر گھر لے جاتے ہیں اور بیت اللہ میں اعلان کر جاتے ہیں کہ اگر ابوبکر کی موت واقعہ ہوئی تو بدلے میں عتبہ بن ربیعہ کو تہ تیغ کر دیا جائے گا۔ گھر جا کر بھی ان کو ہوش نہیں آتی۔ ماں کی ماری ماں صدمہ سے نڈھال ہے۔ نابینا باپ بیٹے سے لگا بے حس وحرکت جسم پر ہاتھ پھیر رہا ہے۔ زندگی کی صرف ایک علامت ہے کہ نبض چل رہی ہے لیکن بہت آہستہ۔ سارا دن بے ہوشی میں گذر جاتا ہے۔ مرہم پٹی کی جا چکی ہے۔ ادھر سورج غروب ہوا۔ ادھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حواس کسی حد تک بحال ہوئے۔ آنکھیں کھولیں تو زبان پر جو پہلا سوال آیا وہ محبوب کریم ﷺ کے بارے میں تھا۔ کہہ رہے تھے۔ لوگو! بتاؤ میرے آقا پر کیا گذری' وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں؟ قبیلہ کے افراد جو ابھی تک وہاں موجود تھے یہ سوال سن کر ناراض ہونے لگے کہ جس کی وجہ سے اس کا یہ حال ہوا ہے اس کی اب بھی فکر لگی ہوئی ہے۔ ان نادانوں کو کیا خبر کہ عاشق صادق کو آبلوں میں سے نوک سوزن سے کانٹے نکالنے میں کس قدر لذت حاصل ہوتی ہے۔ شمع پر جل مرنے کی لذت تو صرف پروانہ ہی جانتا ہے۔ پھول کی قدر بلبل کو ہوا کرتی ہے۔ گدھ کیا جانے مہک کیا چیز ہے؟ ان نادانوں کو کیا خبر کہ

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت کا کچھ مزا ہی نہیں

قبیلہ کے لوگ رخصت ہو گئے۔ رات گہری ہو گئی۔ جب اچھی طرح ہوش میں آ گئے تو ماں نے پینے کے لئے دودھ دیا۔ یہ کہہ کر دودھ پینے سے انکار کر دیا کہ جب تک اپنی آنکھوں سے اپنے آقا ﷺ کو نہیں دیکھ لوں گا کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ ماں اگرچہ ابھی تک کفر پر قائم تھی لیکن ماں تھی۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ام جمیل کو بلا کر لے آئی اور دونوں سہارا دے کر دار ارقم کی طرف لے چلیں۔ حالت یہ تھی کہ پاؤں زمین پر نہ جمتے تھے۔ زمین پر گھسیٹتے چلے آ رہے تھے۔ اسی عالم میں دار ارقم پہنچے۔ رحمت دو جہاں ﷺ کو دیکھ کر بے تابانہ طور پر ان کے قدموں پر گر پڑے۔ لج پال آقا ﷺ غلام کی یہ حالت دیکھ کر بے حد پریشان ہوئے۔ آنکھوں میں آنسو آ گئے' بے اختیار اپنے کوثر و تسنیم سے پاکیزہ لب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ان رخساروں پر رکھ دیئے جو مشرکین کی ضربوں سے پھولے ہوئے تھے۔

قارئین کرام! دیکھا آپ نے لذت آشنائی نے کس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہر چیز سے بیگانہ کر دیا تھا۔

- نہ موت کی پرواہ.........
- نہ بھوک و پیاس کا خیال.........
- نہ زخموں کی خبر.........

☆ زید بن حارث رضی اللہ عنہ ایک غلام تھے۔ سیدہ خدیجہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے خرید کر محبوب کریم ﷺ کی خدمت پر مامور کر دیا۔ دن رات اپنے آقا کی خدمت میں مصروف ہیں۔ آقا کو دیکھا' پہچانا اور آقا کی محبت کو انگ انگ میں بسا لیا۔ آقا کی محبت غلام کی روح کی گہرائیوں میں اتر گئی' زندگی کا لطف دوبالا ہو گیا۔ اسی کیفیت کو اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے لذت آشنائی کا نام دیا ہے۔

باپ اور چچا تلاش کرتے ہوئے مکہ پہنچ گئے۔ زید رضی اللہ عنہ کو لڑکپن میں بردہ فروش اٹھا کر لے گئے تھے اور فروخت کر دیا تھا۔ بکتے بکتے محبوب کریم ﷺ کی چوکھٹ تک آ پہنچے۔ بخت یاور تھے زید کے والد حارث بیٹے کے غم میں دیوانگی کی حدوں تک پہنچ چکے تھے۔

در مصطفیٰ ﷺ پر جا کر دستک دی۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے آمد کا مقصد پوچھا۔ مدعا بیان کیا تو رحمت دو جہاں ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ آئے۔ ایک اجنبی نظر باپ اور چچا پر ڈالی اور سر جھکا کر اپنے آقا ﷺ کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے اجازت عطا فرمائی تو باپ اور چچا سے ملاقات کی۔ حارث نے زید کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے قبول کر لیا۔ لیکن عاشق صادق نے اپنے باپ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ محبوب کریم ﷺ کے در کی غلامی انہیں جہاں بھر کی آزادیوں سے برتر معلوم ہوئی۔ پھر لجپال آقا نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو غلامی سے آزاد کر کے بیٹا بنا لیا۔ باپ اور چچا یہ مناظر دیکھ کر خوشی خوشی واپس چلے گئے۔

☆ بدر کا میدان کارزار شروع ہونے والا ہے۔ صفیں بن رہی ہیں۔ اللہ کے محبوب رسول ﷺ مجاہدین اسلام کی صفیں درست فرما رہے ہیں۔ حاکم کائنات ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر ہے اس سے صفیں سیدھی کر رہے ہیں اگر کوئی مجاہد صف سے آگے نکلا ہوا نظر آتا ہے تو تیر سے اسے ہلکا سا کچوکا دے کر سیدھا کر دیتے ہیں۔ ایک صحابی سواد رضی اللہ عنہ بن عزیہ اپنی صف سے ذرا باہر نکلے ہوئے نظر آئے تو حاکم کائنات ﷺ نے ان کو تیر کا ہلکا سا کچوکا دے کر فرمایا ''صف میں برابر کھڑے ہو جاؤ''۔ وہ صحابی کہنے لگے۔ ''حضور (ﷺ) آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''تم اتنی تکلیف مجھے دے کر بدلہ لے سکتے ہو''

رحمت دو جہاں ﷺ نے تیر ان کی طرف بڑھا دیا۔ سواد کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ جب آپ نے میرے جسم پر تیر کا کچوکا دیا تو میرا جسم ننگا تھا۔ آپ ﷺ کے جسم پر تو کرتہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ سن کر غصہ میں کھولنے لگے۔ ان میں سے اکثر کے ہاتھ تلوار کے دستہ پر جا پہنچے۔ اگر ان کا بس چلتا تو حضرت سواد رضی اللہ عنہ کا سر تن سے جدا کر دیتے۔ محسن کائنات ﷺ (اپنے جسم سے کرتہ ہٹا کر) لو! اب میرا جسم بھی کرتہ کے بغیر ہے تم اس پر کچوکا لگا سکتے ہو۔

حضرت سواد رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھے اور محبوب کریم ﷺ کے پیٹھ پر بوسے دینے لگے اور بغل گیر ہو گئے۔ اپنے جسم کو بار بار محبوب کریم ﷺ کے جسم کے ساتھ مس کرنے لگے۔ محبوب کریم ﷺ نے فرمایا سواد! تمہیں اس حرکت پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے محبوب رسول ﷺ! میری ہمیشہ یہ دلی خواہش رہی کہ میرا جسم آپ ﷺ کے جسم سے مس کر جائے۔ آج میں نے یہ حیلہ اس لئے کیا کہ جنگ کا جو مرحلہ در پیش ہے اس کے وقوع پذیر ہونے سے قبل میری جلد آپ ﷺ کی جلد سے مس کر جائے تا کہ اگر میں اس میدان میں مارا جاؤں تو یہ حسرت لے کر نہ جاؤں۔ نیز میں یہ چاہتا تھا کہ اس دنیا میں میرا آخری عمل آپ ﷺ کا معانقہ ہو۔

محبوب دو جہاں ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ ایک صحابی حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کفار دھوکہ سے پکڑ کر لے گئے۔ ان کو قید کر دیا اور اذیتیں دیتے رہے۔ آخر ان کو پھانسی کی سزا دینے کا فیصلہ ہوا۔ جب ان کو مقتل میں لے جایا گیا تو ایک کافر کہنے لگا۔ ''زید! اب تو تم کہتے ہو گے کہ محمد (ﷺ) تمہاری جگہ پھنس گئے ہوتے اور تم آرام سے اپنے گھر سو رہے ہوتے''۔ یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ خدا کی قسم! میں تو یہ بھی گوارہ نہیں کر سکتا کہ میری جان بچ جائے اور اس کے بدلہ میں آقا ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔

دیکھا آپ نے قارئین کرام! یہ ہے سچا عشق' یہ ہے جذبہ' فدایت۔ جان جا رہی ہے لیکن پرواہ نہیں۔ اگر فکر ہے تو صرف اس بات کی کہ جو پیمان وفا باندھا تھا اس پر حرف نہ آئے۔ اسی جذبہ کا نام علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے ''لذت آشنائی'' رکھا ہے۔

☆ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ محبوب کریم ﷺ کے ہم شکل تھے۔ وہ احد میں شہید ہوئے تو یہ بات مشہور ہوگئی کہ اللہ کے رسول ﷺ شہید ہوگئے۔ مشرکین نے بھی یہ خبر مشہور کی تھی اور ابلیس نے ایک پہاڑی پر کھڑے ہوکر آواز لگائی تھی۔ یہ خبر مدینہ منورہ جا پہنچی تھی۔ جس کے کان میں یہ خبر پہنچی وہ احد کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔

ایک نیک خاتون ہندہ انصاریہ بھی ان عشاق میں شامل تھیں جو دیوانہ وار احد کی طرف بھاگے جارہی تھیں تاکہ رحمت دوجہاں ﷺ کے بارے میں صحیح خبر پاسکیں۔ ہندہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کو ایک صحابی ملے اورانہوں نے خبر دی کہ تمہارے خاوند شہید ہوگئے ہیں۔ انہوں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور آگے بھاگ نکلیں۔ پھر خبر ملی کہ تمہارے بھائی شہید ہوگئے ہیں۔ پوچھنے لگیں اللہ کے لئے مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے متعلق بتاؤ۔ جواب سنے بغیر بھاگ نکلیں تو خبر ملی کہ بیٹا بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر قربان ہوگیا۔ ساتھ یہ خبر بھی مل گئی کہ اللہ کے رسول زندہ سلامت ہیں اور تشریف لارہے ہیں۔ کہنے لگیں، مجھے دکھاؤ اللہ کے رسول کہاں ہیں؟ لوگوں نے اشارہ سے دکھایا کہ اللہ کے رسول ﷺ وہ ہیں۔ کہنے لگیں، اگر محبوب کریم ﷺ سلامت ہیں تو ہر مصیبت ہلکی اور معمولی ہے۔ رحمت دوجہاں ﷺ کے پاس جا پہنچیں تو دامن اقدس تھام کر کہنے لگیں۔ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ زندہ سلامت ہیں تو مجھے کسی کی ہلاکت کا صدمہ نہیں۔ دل والو! آؤ اپنے گریبان میں جھانک کر فیصلہ کرو کہ تم کس وادئ عشق میں کھڑے ہو؟

☆ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی اور عاشق رسول ﷺ تھے۔ احد میں جام شہادت نوش فرماگئے۔

محبوب کریم ﷺ کا پاکیزہ طریقہ یہ تھا کہ ہر غزوہ کے اختتام پر ایک ایک فداکار کے بارے میں تحقیق کیا کرتے تھے۔ شہداء کے کفن دفن اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا اہتمام اپنی نگرانی میں کرتے تھے۔ اسی طرح احد کے اختتام پر حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے بارے میں استفسار فرمایا۔ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ کہیں نظر نہیں آئے تو رحمت دوجہاں ﷺ نے ان کو تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میدان میں تلاش کرتے پھررہے تھے۔ آوازیں بھی دے رہے تھے لیکن کہیں سے جواب نہ آتا تھا۔

وہ دراصل شدید زخمی حالت میں کئی مقتولین کے درمیان پڑے تھے اور سانسیں ٹوٹ رہی تھیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم بھی خوب رمز شناس تھے۔ پکار کر کہنے لگے۔ ''اے سعد بن ربیع (رضی اللہ عنہ)! ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے تمہاری خبر لانے کے لئے بھیجا ہے''۔ یہ سننا تھا کہ عاشق صادق تڑپ اٹھے اور جسم و جان کی ساری توانائیاں صرف کرکے کہنے لگے۔ دوستو! میں یہاں ہوں۔ میرا وقت قریب ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو میرا محبت بھرا سلام عرض کرنا اور مسلمانوں کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اگر کافر محبوب کبریاء ﷺ تک پہنچ گئے اور تم میں سے کوئی ایک آنکھ بھی چمکتی ہوئی باقی رہی تو اللہ کے ہاں کوئی عذر نہ چلے

گا۔بس اتنا کہااور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

سبحان اللہ! جذبۂ فدائیت کا کیا مقام ہے!

لذت آشنائی کا کتنا نشہ ہے!

جسم و جان کا رشتہ منقطع ہو رہا ہے۔ ملک الموت روح قبض کرنے کے لئے سر پر کھڑا ہے لیکن وہاں اگر فکر ہے تو ایک کہ آقا سے جو پیمان وفا باندھا تھا اس میں فرق نہ آ جائے۔

☆ حقیقی عشق اور وفا شعاری کا اس سے ارفع و اعلیٰ نمونہ چشم فلک نے کب دیکھا ہوگا جو ہجرت مدینہ کے موقعہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے پیش کیا۔ باوجود اس حقیقت کے حضور ﷺ کے بستر پر سونا قبول کر لیا کہ جانتے تھے کہ خونخوار اور جفا کار قریش مکہ نے کاشانہ نبوی ﷺ کو گھیر رکھا تھا۔ ان کے ارادے انتہائی خطرناک تھے۔ زہر میں بجھی ہوئی تلواریں لے کر شمع رسالت کو گل کرنے کے لئے آئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ صبح کے وقت جب کفار اپنے خون آشام تلواروں کے ساتھ یلغار کرتے ہوئے آئیں گے اور اللہ کے رسول ﷺ کو بستر پر موجود نہ پائیں گے تو ان کے خون سے اپنے آتش انتقام کو ٹھنڈا کریں گے۔ تلواروں کے سائے میں سو جانا صادق عشاق کا ہی کام ہے۔

محبوب کبریاء ﷺ نے جب ان سے پوچھا تھا کہ اے علی! کیا تم اس بات کے لئے تیار ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرتا ہوا آئے اور مجھے نہ پا کر تمہیں قتل کر دے۔ تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ ہاں یا رسول اللہ ﷺ! میں اس بات پر راضی ہوں کہ میرا نفس آپ ﷺ پر قربان ہو جائے۔

## ☆ جان محبوب ﷺ کے قدموں میں نکلے

غزوہ احد کے موقعہ پر ایک ایسا وقت آ گیا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اچانک حملہ کی وجہ سے مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی اور بھگدڑ مچ گئی۔ اللہ کے محبوب ﷺ کفار کی یلغار کے باوجود اپنی جگہ سے ذرا نہ ہلے۔ آپ ﷺ کو دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے سات انصار صحابہ رضی اللہ عنہم نے عشق و محبت اور جانثاری کی ایسی داستان اپنے مقدس خون سے قرطاس زمانہ پر رقم کی جس کی چمک دمک قیامت تک قائم رہے گی۔ انہوں نے ایک ایک کر کے اپنے جسموں کو اپنے آقا کی ڈھال بنا لیا اور باری باری قربان ہو گئے۔ ان میں سے ایک زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ شدید زخمی ہو کر رحمت دو جہاں ﷺ سے کچھ فاصلہ پر گر پڑے تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ دم نکلے تو محبوب کریم ﷺ کے قدموں پر۔ اس لئے اپنی چھاتی کے بل رحمت دو جہاں ﷺ کی طرف گھسٹتے چلے جا رہے تھے۔

کارکنان قضا و قدر نے اس عاشق محبوب کریم ﷺ کے جذبہ فدائیت کی پذیرائی کی اور اس وقت روح قبض کی جب وہ اپنا سر آقا ﷺ کے قدموں میں رکھ چکے تھے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

☆ **جامی کو روک لو**

مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک نعت کہی۔ جب اسے پڑھتے تھے تو وجد میں آجاتے تھے۔ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو دل میں یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ روضۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہو کر اسے پڑھیں گے۔حج کی ادائیگی کے بعد جب قافلہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہونے لگا تو رات کو حاکم کائنات ﷺ نے امیر مکہ کو خواب میں ارشاد فرمایا کہ فلاں قافلہ میں سے ''جامی کو روک لو''۔

امیر مکہ نے مالک دوجہاں ﷺ کی ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہوئے مولانا جامی کو پہلی منزل سے ہی آدمی بھیج کر واپس بلالیا۔لیکن مولانا جامی رضی اللہ عنہ چھپ کر نکل کھڑے ہوئے کیونکہ ان کے سینے میں تو الاؤ روشن تھے۔آتش ہجر تن من جلائے دیتی تھی۔امیر مکہ کو دوسری مرتبہ زیارت نصیب ہوئی اور پھر وہی حکم ملا''جامی کو روک لو''۔

امیر مکہ نے پھر بڑی کوششوں سے حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ کو تلاش کر کے گرفتار کر لیا اور قید کر دیا۔ان کا خیال تھا کہ یہ کوئی بڑا مجرم وخطا کار ہے جس کا مدینہ منورہ میں درود اللہ کے محبوب ﷺ کو پسند نہیں۔تیسری مرتبہ امیر مکہ کو پھر اللہ کے رسول ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا جامی مجرم نہیں ہے۔عاشق صادق ہے اس نے نعت لکھی ہے۔اس کا ارادہ ہے کہ نعت خود میرے روضہ کے سامنے کھڑا ہو کر پڑھے گا۔اگر ایسا ہوا تو اس کی محبت کی پذیرائی کے لئے ضروری ہو جائے گا کہ قبر سے مصافحہ کے لئے میرا ہاتھ باہر نکلے۔اس لئے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔''سبحان اللہ''۔

☆ ایک افریقی محبوب کردگار' بے کسوں کے غم خوار' مدینہ کے تاج دار ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔ دل عشق محبوب کریم ﷺ سے معمور تھا۔قدمین شریفین میں دھرنا مار کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا ج پال آقا جب تک شربت دیدار نصیب نہیں ہوتا نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ایک دن گذر گیا آنکھیں سنہری جالی پر لگی رہیں اور زبان پر درود وسلام جاری رہا۔دوسرا دن گذر گیا۔نقاہت ہوگئی نہ کچھ کھایا نہ پیا۔مطالبہ جاری رکھا۔تیسرا دن آگیا۔نڈھال ہو کر لیٹ گیا آنکھیں بند ہوئیں تو دل کے دروازے کھل گئے۔بے کسوں کے آقا تشریف لے آئے' روٹی بھی ساتھ لائے' شربت دیدار پلایا۔روٹی کھلائی اور رخصت ہو گئے۔ آنکھ کھلی تو آدھی روٹی ہاتھ میں تھی۔ایک معزز عرب سامنے کھڑا محبت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔قریب آیا' روٹی طلب کی تو دے دی۔عرض کرنے لگا مجھے حضور ﷺ نے بھیجا ہے اور آپ کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے۔ساتھ لے گیا۔کار میں بٹھا کر اپنے محل میں لے گیا۔ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا''حضور جو حاجت ہو فرمائیے۔کہنے لگا۔''کچھ بھی مطلوب نہیں جو چاہئے تھا وہ مانگ لیا' وہ مل بھی گیا۔اب نہ کوئی حاجت ہے نہ تمنا۔

سب کچھ خدا سے مانگ لیا ان کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد

☆ **اتباع محبوب ﷺ**

اتباع کے لفظی معنی متابعت' تقلید اور پیروی کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر اس سے مراد کسی کے دیئے ہوئے لائحہ عمل کو اختیار کرنا' کسی کے ضابطہ حیات کو مشعل راہ بنانا' کسی کے نقوش قدم پر چلنا ہے۔ کسی عام آدمی کے اتباع کا مطلب تو واقعی نقوش پا کو دیکھ کر چلنا ہے لیکن محسن انسانیت ﷺ کے اتباع کا مقصد نقوش پا کو چوم کر اور مستی میں جھوم کر چلنا ہے۔ اگر محبوب ﷺ کا حکم ہو تو پہاڑوں سے ٹکرا جانا' آپ ﷺ کے اشارہ پر سمندروں کی پہنائیوں کو بلا خوف و خطر اور بلا تردد چیر جانا ہے۔ اس طرح اتباع رسول مقبول ﷺ سے مراد یہ ہوگی کہ ہماری زندگی کا ہر لحہ نظام مصطفےٰ ﷺ کا آئینہ دار ہو۔ ہمارا ہر قول احادیث مقدسہ کی تکمیل اور ہر فعل سنت مطہرہ کی تعمیل کا مرکز ہو۔ ہمارا اٹھنا بیٹھنا' کھانا' پینا' رونا' ہنسا غرضیکہ زندگی کا ہر شعبہ اسلامی ضابطہ حیات کی ترجمانی کرے۔ ہمارا اخلاق لا ثانی اور غیرت اسلامی بے مثل ہو۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

سیرت مصطفےٰ ﷺ نہ ہو جس میں باعث ننگ زندگانی ہے
اتباع رسول ﷺ میں بے شک دو جہانوں کی کامرانی ہے

درج ذیل چند واقعات میں اتباع محبوب ﷺ کی روشن مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔ حقیقت میں یہی لذت آشنائی ہے۔

☆ سریر آرائے خلافت ہوتے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مدینہ منورہ کے گردونواح کے نومسلم قبائل نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ یہود اور منافقین نے اسلام کے خلاف اپنی معاندانہ کارروائیوں میں اضافہ کر دیا۔ کئی لوگوں نے جھوٹی نبوت کے دعوے کر دیئے۔ سب سے بڑھ کر رومیوں کی طرف سے خطرہ تھا۔ انہوں نے محبوب کریم ﷺ کے وصال کی خبر سن کر اپنی مخالفانہ کارروائیوں میں اضافہ کر دیا تھا۔

ان شدید مشکلات سے گھرے ہونے کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ کے لشکر کی روانگی کا اعلان کر دیا۔ اس لشکر کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی حیات طیبہ کے آخری ایام میں ترتیب دیا تھا لیکن آپ کی شدید بیماری اور وصال کی وجہ سے یہ لشکر روانہ نہ ہو سکا تھا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا فیصلہ سن کر صحابہ رضی اللہ عنہم پریشان ہو گئے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق ان کٹھن حالات میں لشکر کی روانگی خطرناک ہو سکتی تھی کیونکہ اگر منکرین زکوٰۃ وغیرہ کسی گروہ سے مقابلہ ٹھن جاتا تو سپاہ کی بہت کمی محسوس کی جاتی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کر کے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کروا سکیں۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ چند دوسرے سرکردہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ امیر المومنین

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تو عرض کرنے لگے کہ اسامہ کے لشکر کی روانگی ملتوی کردی جائے کیونکہ تمام تجربہ کار اور جنگ آزمودہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اگر ملک سے باہر بھیج دیا گیا تو دشمنوں کو اپنے مکروہ عزائم کو بروئے کار لانے کا موقعہ مل جائے گا۔ ایسا نہ ہو کہ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر دشمن مرکز اسلام مدینہ منورہ پر حملہ کردے۔

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا مشورہ سن کر جواب دیا۔ ''اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر جنگل کے درندے بھی مدینہ میں گھس کر مجھے اچک کرلے جائیں تو پھر بھی میں اس لشکر کو روانہ کرنے سے باز نہیں آؤں گا جس لشکر کو محبوب کبریاء ﷺ نے روانہ ہونے کا حکم دیا''۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ''اسامہ بن زید کی جگہ کسی اور صحابہ کو سپہ سالار مقرر کیا جائے''

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ — کیا میں اسامہ کو سپہ سالاری سے معزول کردوں؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ — وقت کا تقاضا یہی ہے لشکر میں کئی جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں کسی ایک کو سپہ سالار مقرر فرمادیجئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ — (غصہ میں کھڑے ہوتے ہوئے) ''اے خطاب کے فرزند! تیری ماں تجھے روئے۔ خود حاکم کائنات ﷺ نے اسامہ کو سالار مقرر کیا۔ تم کہتے ہو کہ میں اس کی جگہ کسی اور کو مقرر کردوں۔ نہیں! ہرگز نہیں!''

یہ اتباع رسول ﷺ کی وہ اعلیٰ مثال جس کا جواب نہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ کو اس لئے روانہ کیا کہ اس کی روانگی کا حکم حاکم کائنات ﷺ نے دیا تھا۔ اسامہ کو سالاری سے اس لئے الگ نہیں کیا کہ یہ تقرر اللہ کے رسول ﷺ نے کیا تھا۔ یہ ہے لذت آشنائی۔

☆ ایک اور بڑا فتنہ جس نے محبوب کریم ﷺ کے وصال کے بعد سر اٹھایا منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ بعض نو مسلم قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کردیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف سخت اقدام کرنے کا فیصلہ کیا۔ ایک بار پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس فیصلہ کو قرین مصلحت نہ سمجھتے ہوئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کی اور تجویز پیش کی کہ فوری طور پر ان کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔ جب خارجی حالات سدھر جائیں تو منکرین زکوٰۃ کو راہ راست پر لایا جاسکتا ہے۔ امیر المومنین نے یہ مشورہ بھی قبول کرنے سے انکار کردیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہم نوا تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور انہیں منکرین زکوٰۃ کے خلاف کارروائی سے روکا کہنے لگے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ — اے امیر المومنین! ان لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (عالم جلال میں) یہ کیا؟
جاہلیت میں تو تم بڑے سرکش تھے!۔
مسلمان بن کر۔۔۔۔۔ ہوگئے (سخت لفظ ہے)؟
وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔
دین پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا ہے۔۔۔۔۔۔
کیا میری زندگی میں دین کو قطع برید کی جائے گی؟

خدا کی قسم! اگر منکرین زکوٰۃ مجھے زکوٰۃ سے رسی کا ایک ٹکڑا بھی دینے سے انکار کریں گے (جو وہ محبوب کبریاء ﷺ کے وقت دیا کرتے تھے) تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

یہ ہے اتباع رسول ﷺ اور لذت آشنائی۔

☆ ایک مرتبہ ایک منافق اور یہودی میں تنازعہ اٹھ کھڑا ہوا۔ جب وہ باہمی طور پر اس کو حل نہ کر سکے تو فیصلہ کے لئے حکم مقرر کرنے پر متفق ہو گئے۔

یہودی کہنے لگا۔ ''مجھے تمہارے نبی (ﷺ) کا فیصلہ منظور ہے''۔

منافق ''(جس کے دل میں نفاق تھا با دل نخواستہ کہنے لگا) مجھے بھی منظور ہے''۔

جب مقدمہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے عدل و انصاف کے تقاضے پوری کرتے ہوئے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ جب فیصلہ سن کر باہر آئے تو منافق کہنے لگا۔

منافق مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔

یہودی کیوں! تم نے تو محمد (ﷺ) کے حکم بنائے جانے پر اتفاق کیا تھا۔

منافق بس! مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں۔ اگر تم چاہو تو عمر ابن خطاب کو حکم مان لیتا ہوں۔

یہودی نے منافق کی بات بھی مان لی اور دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ جب انہوں نے جا کر عمر ابن خطاب کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا تو یہودی نے بتا دیا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ پہلے آپ ﷺ کے نبی کر چکے ہیں لیکن اس شخص نے وہ فیصلہ قبول نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منافق سے پوچھا۔

حضرت عمر کیا تم یہ مقدمہ لے کر میرے آقا ﷺ کے پاس گئے تھے؟

منافق جی! گئے تھے۔

حضرت عمر کیا تم نے فیصلہ کے بارے میں حاکم کائنات ﷺ کو حکم قبول کیا تھا؟

منافق ہاں! کیا تھا۔

حضرت عمر حاکم کائنات ﷺ نے کس کے حق میں فیصلہ کیا؟

منافق اس یہودی کے حق میں۔

حضرت عمر کیا تم نے اس فیصلہ کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے؟

منافق جناب مجھے آپ کا فیصلہ منظور ہے۔

حضرت عمر میرے سوال کا جواب دو۔

منافق ہاں! میں نے فیصلہ ماننے سے انکار کیا ہے۔

حضرت عمر ٹھیک ہے! تم انتظار کرو میں ابھی واپس آ کر تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ آپ اندر سے تلوار لے کر آئے اور ایک ہی وار میں منافق کا سر تن سے جدا کر کے فرمایا ''یہ ہے عمر کا فیصلہ'' کہ

جو نبی کے فیصلہ پر سر جھکا سکتا نہیں
عمر کی تلوار سے وہ بچ کر جا سکتا نہیں

☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہر کام میں اتباع رسول اور اسوہ محبوب ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے پانی منگوا کر سنت مطہرہ کے مطابق وضو کیا اور بعد میں مسکرائے۔ موقعہ پر موجود احباب کو فرمایا۔ ''تم کیوں نہیں پوچھتے کہ میں کیوں مسکرایا''۔ وہ عرض کرنے لگے امیر المومنین فرمائیے!

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ ''اس مقام پر میرے آقا ﷺ نے یونہی پانی منگوا کر وضو کیا تھا اور بعد میں مسکرائے۔ پھر رحمت دو جہاں ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب انسان وضو کرتا ہے تو وضو کے پانی کے ساتھ اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں''۔ ''میں اس لئے مسکرایا تھا کہ محبوب کریم ﷺ بھی اس طرح اس موقعہ پر مسکرائے تھے''۔

☆ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تمام عمر خربوزہ نہ کھایا۔ جب ان سے خربوزہ نہ کھانے کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمانے لگے۔

''میں اس لئے خربوزہ نہیں کھاتا کہ مجھے صحیح طور پر علم نہیں ہو سکا کہ محبوب ﷺ نے کس طرح خربوزہ کھایا۔ میں ڈرتا ہوں کہ میں خربوزہ کھالوں اور میرا خربوزہ کھانے کا طریقہ ایسا نہ ہو جیسا میرے آقا ﷺ کا تھا تو میرا عمل محبوب ﷺ کے پاکیزہ طریقہ کے خلاف ہو جائے گا۔ مجھے یہ امر تو گوارہ ہے کہ خربوزہ نہ کھاؤں لیکن یہ گوارہ نہیں کہ کوئی عمل سنت مطہرہ کے خلاف کروں''۔

☆ امام ابو یوسف ہارون الرشید کے چیف جسٹس تھے۔ ایک روز ہارون الرشید کے دستر خوان پر کھانا کھا رہے تھے۔ دستر خوان پر وزراء اور امراء بھی شامل تھے۔ کھانے کے دوران باتیں بھی ہو رہی تھیں۔

رحمت دو جہاں ﷺ کے پسندیدہ کھانوں کا ذکر آیا تو کسی نے بیان کر دیا کہ محبوب کریم ﷺ کو سبزی میں کدو بہت پسند تھے۔ ایک وزیر نے کہہ دیا کہ مجھے تو کدو سخت ناپسند ہیں۔ یہ سن کر حضرت امام ابو یوسف غصہ سے بے تاب ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور اعلان کر دیا کہ وزیر موصوف کی سزا یہ ہے کہ اس کی گردن کاٹ دی جائے۔

اچانک ماحول بے حد ناخوشگوار ہو گیا۔ امام ابو یوسف کا موقف یہ تھا کہ کسی چیز کے بارے میں محبوب کبریاء ﷺ کی پسندیدگی کے ذکر کے فوراً بعد اگر کوئی شخص اسے ناپسندیدہ قرار دے تو یہ محبوب کبریاء ﷺ کی شان میں گستاخی تصور ہو گی۔

ہارون الرشید بڑی توجہ سے سب کچھ سن رہے تھے۔ انہوں نے حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے موقف کی تائید کی اور اس وزیر کو توبہ کرنے کا مشورہ دیا۔ قارئین کرام! دیکھا آپ نے (حضرت امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے اتباع محبوب کریم ﷺ کے معاملہ میں ہارون الرشید جیسے حکمران کی بھی پرواہ نہ کی اور حق بات کھول کر بیان کر دی۔ اسے کہتے ہیں لذت آشنائی۔

☆ عشاق مصطفٰے ﷺ کے بارے میں پڑھا ہے کہ جب مدینتہ النبی ﷺ میں جاتے تو اس پاک شہر کی گلیوں کے درمیان نہ چلا کرتے تھے۔ مکانوں کی دیواروں کا سہارا لے کر گلی کے بالکل دائیں یا بائیں چلا کرتے تھے۔ ان سے جب استفسار کیا جاتا کہ وہ اس طرح کی زحمت کیوں اٹھاتے ہیں تو فرماتے کہ ان گلیوں میں ہمارے آقا ﷺ بھی دس سال چلتے رہے ہیں۔ محبت گوارہ نہیں کرتی کہ ہمارا پاؤں اس جگہ پر آ جائے جہاں کسی وقت حضور ﷺ کا پاؤں لگا ہو۔

☆ عاشق محبوب کریم ﷺ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اتباع رسول ﷺ کا جو درس آنے والی انسانی نسلوں کو دیا ہے اس کی تب و تاب قیامت تک دھندلا نہیں سکتی۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ملک یمن کے ایک علاقہ قرن کے جنگل میں رہتے تھے۔ سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ غزوہ احد میں جب رحمت دو جہاں ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے اور اس کی خبر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے پتھر لے کر یہ کہتے ہوئے وہ دانت توڑ ڈالے جو حضور ﷺ کے شہید ہوئے تھے کہ جو دانت میرے آقا ﷺ کی دہن مبارک میں نہیں رہے وہ میرے منہ میں باقی کیوں رہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خواجہ صاحب نے اپنے سارے دانت ایک ایک کر کے توڑ ڈالے تھے کیونکہ ان کو صحیح طور پر علم نہیں ہو سکا تھا کہ محبوب ﷺ کے کون سے دانت شہید ہوئے تھے۔ عجب چیز ہے لذت آشنائی۔

☆ اللہ کے ایک نیک بندے نے محبوب کریم ﷺ کے پاکیزہ اطوار کے بارے میں پڑھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ نرم جگہ پر پیشاب کیا کرتے تھے تاکہ سخت جگہ کی وجہ سے پیشاب اڑ کر جسم یا کپڑوں پر نہ پڑے اور حاکم کائنات ﷺ اس امر کی تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔

اس بزرگ نے اس پاکیزہ سنت مطہرہ کو زندہ رکھنے کے لئے یہ اہتمام کیا کہ ہمیشہ ریت کی ایک گٹھڑی باندھ کر ساتھ رکھتے تھے اور جب کسی سخت جگہ پر مجبوراً پیشاب کرنا پڑتا تو اس میں سے ریت لے کر بچھا لیا کرتے تھے۔ اس سنت پر خلوص و محبت سے عمل کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرما دی۔ سبحان اللہ۔ میرے پیرو مرشد کے چند فرامین مبارک ملاحظہ ہوں۔

## یہود ونصاریٰ سے امتیاز

☆ فرمایا! اگر محمد رسول اللہ ﷺ کو لا الہ الا اللہ کے ساتھ تسلیم نہ کیا جائے تو ہماری توحید یہود ونصاریٰ جیسی ہوگی اور یہود ونصاریٰ کی توحید سے ہماری توحید کا امتیاز صرف محمد رسول اللہ سے ہے۔

## اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

☆ فرمایا حضور ﷺ کے اسم گرامی کا ہر حرف بے شمار برکات کا حامل ہے۔

☆ حضور ﷺ کا اسم گرامی آپ ﷺ کی افضلیت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص محبوب کبریاء ﷺ کی تعریف واوصاف حمیدہ بیان کرنے کے لئے اس اسم گرامی ہی کو پڑھے تو درحقیقت وہ اس نام نامی کے طفیل اپنے بیان کو مزین کرتا ہے۔

☆ بعض لوگ حضور ﷺ کا اسم گرامی لکھ کر (ص) یا صلعم لکھ دیتے ہیں یہ سراسر جہالت اور ثواب سے محرومی ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اسم ذات لکھ کر اس پر (ج) لکھ دینا بھی ناجائز ہے۔

## مقام محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

☆ فرمایا: شعائر اللہ میں سب سے معظم واعلیٰ ذات محبوب کبریاء ﷺ کی ہستی ہے' جس چیز کی نسبت آپ ﷺ کی ذات اقدس سے ہو اور اس کی تعظیم کرنا عین ایمان ہے۔

☆ فرمایا: سید الانبیاء ﷺ کے لئے آن واحد میں کئی مقامات پر جلوہ گر ہونا کس طرح محال ہوسکتا ہے۔ ملائکہ کی طاقت بھی بوسیلہ سرور کائنات ﷺ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی ہر عطا حضور ﷺ کی تقسیم سے تمام دنیا کو پہنچتی ہے تو فرشتے بغیر عطا رسول ﷺ کس طاقت کے مالک ہوسکتے ہیں۔

☆ فرمایا: اختیارات نبوی ﷺ اور اوصاف محمدی ﷺ پر ایمان لانا محبت پر منحصر ہے۔ فرمایا: جب حقیقت محمدیہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام ہماری دماغ سے اور ہماری ادراک سے بالاتر ہیں' ہم اسے سمجھ نہیں سکتے تو پھر کوئی حد' کوئی وصف اور کوئی تعریف بیان کرنا بھی چاہے تو کیسے کرسکتا ہے۔ بلندی اور فوقیت کی بھی ایک حد ہے لیکن مقام مصطفےٰ ﷺ کی حد نہیں ہے۔

## حسن وجمال محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

☆ فرمایا: آنحضور ﷺ کے ساتھ محبت' تعلق اور عشق جتنا زیادہ ہوگا اسی قدر آپ ﷺ کے تجلیات انوار حسن وجمال زیادہ ظاہر ہوں گے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن وجمال محبوب کبریاء ﷺ کے حسن کا ایک شمعہ وچکارا تھا جو ظاہری حسن پر مبنی تھا۔

## محبت محبوب ﷺ

فرمایا: سرکار دوعالم ﷺ کی اطاعت ماسوا عشق ومحبت کے ناممکن ہے۔

## یاران محبوب ﷺ

☆ فرمایا: جس طرح اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور حشر ونشر پر ایمان لانا ضروری ہے' اسی طرح چار یار خلفاء راشدین علیہم الرضوان کو ماننا اور انہیں برحق یقین کرنا ضروری ہے۔

☆ فرمایا: صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مقدس ومطہر ہستیاں شعائر اللہ ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم نہ کرنا بے دینی ہے۔

☆ فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء مبارک میں بھی برکت ہوتی ہے تو ان مقدس ہستیوں کا باعث برکت ہونا اظہر من الشمس ہے۔

☆ فرمایا: یاد رکھو؛ جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے غار میں تشریف لے گئے' اسے نقصان دہ چیزوں سے صاف کیا' بعد میں محبوب کبریاء ﷺ جلوہ گر ہوئے' اسی طرح جس دل میں پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت پیدا ہوگی وہاں محبوب کبریاء ﷺ کی محبت حاصل کرنے اور دل کو اس محبت سے نور معمور کرنے کے لئے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کا پایا جانا شرط ہے۔ جس دل میں محبت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہیں تو اس میں محبت رسول ﷺ نہیں اور جس دل میں محبت رسول ﷺ نہیں وہ ایمان سے محروم ہے۔

## ہر مشکل کے حل کے لئے

☆ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز کا معمول تھا کہ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس کا وسیلہ بارگاہ الٰہی میں پیش کر کے مندرجہ ذیل دعا فرماتے تھے۔ یـا شـفـیـق یـا رفـیـق تجسنی من کل ضیق بحرمة ابی بکر الصدیق رضی الله عنه۔

## علماء حق

☆ فرمایا: علماء سے مراد وہ عالم ہیں جن کو علم لدنی عطا ہوا ہو' عارف کامل ہوں' آج جیسے ملاں نہیں۔

☆ فرمایا: فقیر کے عقیدے میں مذہب کی بنیاد عشق رسول ﷺ پر ہے اور عشق کی بنیاد ادب پر ہے۔

## عشق حقیقی

☆ فرمایا: دنیا میں اگر کوئی لذت والی چیز ہے تو وہ عشق حقیقی ہے' اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

☆ فرمایا: عشق حقیقی کا ذرہ بھر اظہار عاشق کے لئے موت ہوتا ہے۔

☆ فرمایا: محبت کا تقاضا تو یہی ہوتا ہے کہ سوائے محبوب کے سب کچھ معدوم ہو۔

## عشق کی عظمت

☆ فرمایا: عشاق کو اللہ تعالیٰ کے انوار نظر آتے ہیں۔

☆ فرمایا: عشاق کی غیبت ہرگز نہ کی جائے۔

☆ فرمایا: پیر کامل عشق مجازی کو عشق حقیقی بنا دیتا ہے' بشرطیکہ عشق رہے' فسق نہ ہو جائے' فسق ہو تو مارا گیا۔

## سب سے بڑا وظیفہ

☆ فرمایا: میں اپنی ساری زندگی میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ درود شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی ہے اور اس کے محبوب ﷺ کا ذکر بھی ہے۔

## محبوب دو جہاں ﷺ کی محبت اور تبرکات

نماز اچھی' روزہ اچھا' حج اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے اس وقت تک میرا کامل ایمان ہو نہیں سکتا

ایسا کوئی مسلمان نہیں جس کو محبوب کریم ﷺ کے ساتھ محبت نہیں ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے جس کو آپ ﷺ کے ساتھ محبت نہیں ہے۔ یہ فتویٰ خود حاکم کائنات ﷺ کا دیا ہوا ہے۔ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولد ووالدہ والناس اجمعین ''کوئی تم میں سے اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے بیٹے' باپ اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔ اس سے معلوم ہوا کہ محبوب کبریاء ﷺ کی محبت شرط ایمان ہے۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم نے خوب فرمایا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہے اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

کسی کے مومن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ محبوب کریم ﷺ کی محبت تمام کائنات سے زیادہ ہو حتیٰ کہ اصل وفروع جن سے عموماً محبت ہوا کرتی ہے۔ ان سے بھی زیادہ محبت رحمت دو جہاں ﷺ کے ساتھ ہو۔

## محبت کی اقسام

محبت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱)۔ محبت طبعیہ' (۲)۔ محبت عقلیہ' محبت طبعیہ کا مطلب ہے کہ غیر اختیاری طور پر کسی کی طرف طبیعت کا میلان ہو اور محبت عقلیہ وہ محبت ہوتی ہے جو کسی کے کمالات اور خوبیاں سوچنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ خواہ اس کی طرف طبعی میلان نہ ہو۔ جیسے کڑوی دوا کی طرف طبعی میلان نہیں ہوتا۔

جو محبت ایمان کے لئے شرط ہے وہ محبت عقلیہ ہی ہے کیونکہ محبت طبعیہ تو غیر اختیاری ہے اور انسان اس کا مکلف بھی نہیں ہے۔ محبت عقلیہ اختیاری ہے۔ یہ کمالات میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور کمالات کو سوچنا اختیاری ہے۔ البتہ بعض اوقات محبت عقلیہ ترقی کر کے محبت طبعیہ کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

## اسباب محبت

اللہ رب العزت کے بعد پوری کائنات میں اسباب محبت سب سے زیادہ نبی کریم ﷺ میں پائے جاتے ہیں۔علامہ عینی فرماتے ہیں کہ محبت کے تین اسباب ہوتے ہیں۔

(۱)۔کمال'(۲)۔جمال'(۳)۔جودوسخا۔

یہ تینوں سبب نبی کریم ﷺ کی ذات پاک میں بدرجہ اتم موجود تھے۔آپ ﷺ کا کمال آپ کی کامل اور مکمل شریعت سے ظاہر ہے۔آپ ﷺ کے جمال کا تذکرہ احادیث شمائل میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے۔بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی تمام فصاحت و بلاغت کے باوجود اپنے آپ کو محبوب کبریاء ﷺ کے حسن و جمال کے بیان سے قاصر پاتے ہیں اور آخر میں یہ کہہ کر قصہ مختصر کرتے ہیں۔لم ار مثلہ ولا بعدہ ﷺ۔

رہا تیسرا سبب تو حقیقت یہ ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جو آپ ﷺ کے احسانات کے زیر بار نہ ہو اور خصوصیت کے ساتھ بنی نوع انسان پر آپ ﷺ کے احسانات سب سے زیادہ ہیں اور پھر اس آخری امت کو آپ ﷺ کی برکت سے جو انعامات ملے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ان کا احصاء عام انسانی طاقت سے باہر ہے۔جب تمام اسباب محبت میں آپ ﷺ سب سے بڑھ کر ہیں تو ظاہر ہے کہ اللہ قادر و کریم کے بعد سب سے زیادہ محبت کے آپ ﷺ ہی مستحق ہیں۔کائنات کی کسی اور چیز کو دل میں آپ ﷺ سے زیادہ مقام دینا حقیقت ناشناسی بھی ہے اور احسان فراموشی بھی۔

مولانا ظفر علی خان مرحوم فرماتے ہیں۔

نماز اچھی' روزہ اچھا' حج اچھا' زکوۃ اچھی
مگر باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں جب تک خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے اس وقت تک میرا کامل ایمان ہو نہیں سکتا

نبی کریم ﷺ کے ساتھ امت کو جو محبت ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔تاریخ انسانی میں ایسی مثالیں ڈھونڈنے سے ہمیں ملتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے آثار کے ساتھ بھی امت مسلمہ کو بے پناہ محبت ہے۔وہ ان آثار سے تبرک حاصل کرنا باعث سعادت سمجھتی ہے۔احادیث شریفہ سے آپ ﷺ کے پہنے ہوئے کپڑے یا جوتے مبارک یا آپ ﷺ کے بال مبارک سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔اسی طرح کسی جگہ محبوب کریم ﷺ کا نماز پڑھانا بیٹھنا ثابت ہو تو اس جگہ نماز پڑھنا یا بیٹھنا یا اس سے برکت حاصل کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ آپ ﷺ کے ساتھ کمال محبت کی دلیل بھی ہے۔

☆ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ الصحیح البخاری میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔یارسول اللہ ﷺ

میری نظر کمزور ہو گئی ہے جب بارش ہوتی ہے تو اس وقت مسجد میں جانا میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے اور گھر میں نماز پڑھ لیتا ہوں۔ میں آپ ﷺ سے درخواست کرتا ہوں کہ کسی وقت میرے گھر میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھا دیجئے۔ آئندہ میں اسی جگہ نماز پڑھا کروں گا۔

رحمت دو جہاں ﷺ نے اس صحابی رضی اللہ عنہ کی درخواست قبول فرمائی ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کے گھر میں ایک دوگانہ پڑھایا۔ اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ جان کائنات ﷺ کے نماز پڑھنے سے پہلے صحابی رسول ﷺ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں نماز پڑھنا جائز تھی۔ وہ صرف نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ اور نماز سے برکت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے ان کی درخواست قبول فرمائی اور اس کے مطابق عمل فرمایا۔ یہ واقعہ آثار صالحین سے تبرک حاصل کرنے کی بہترین سند ہے۔

**الصحیح بخاری** کی حدیث ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ (جو اس وقت ایمان نہیں لائے تھے) نے اپنا مشاہدہ بیان کیا کہ جب محبوب دو جہاں ﷺ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر جھپٹتے ہیں اور اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں اور اگر آپ ﷺ منہ مبارک سے لعاب یا بلغم پھینکتے ہیں تو وہ بھی اپنے ہاتھوں پر لیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ عمل اور محبوب کریم ﷺ نے ان کو منع نہ فرمایا۔ یہ تبرک حاصل کرنے کی مضبوط دلیل ہے۔

**الصحیح بخاری** اور **الصحیح المسلم** میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنا حلق راس فرمایا اور اپنے ایک صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بال دیئے اور فرمایا کہ ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیں''۔

**الصحیح بخاری** مشہور تابعی حضرت محمد بن سیرین کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضرت عبیدہ السلمانی سے کہا کہ ''ہمارے پاس محبوب کریم ﷺ کا ایک بال مبارک ہے جو ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہے''۔ حضرت عبیدہ یہ سن کر فرمانے لگے کہ ''ساری دنیا کی دولت سے اس کو بہتر سمجھتا ہوں کہ میرے پاس رحمت دو جہاں ﷺ کا بال مبارک ہو''۔

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے پاس محبوب دو جہاں ﷺ کا جبہ تھا۔ جس کو محبوب کریم ﷺ پہنا کرتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے توسط سے انہیں ملا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ''اس جبہ مبارک کو پانی سے بھگو دیتے اور پانی بیماروں کو پلا دیتے تھے وہ شفایاب ہو جاتے تھے''۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی کریم ﷺ کے بالوں کا ایک مجموعہ تھا جسے انہوں نے چاندی کی نکی میں ڈال رکھا تھا۔ جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا بیمار ہو جاتا تو پیالے یا ٹب میں پانی لے کر آتا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نکی کو پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض اس پانی کو پی لیتا یا بدن پر مل

لیتا۔ اسے شفا ہو جاتی۔

شمائل شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ جان کائنات ﷺ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر میں مشک سے منہ لگا کر پانی نوش فرمایا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو حضرت سلیم رضی اللہ عنہا نے مشک کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تا کہ اس سے تبرک اور شفا حاصل ہو۔ اسی طرح ایک مرتبہ راحت دو جہاں ﷺ نے حضرت کوشہ رضی اللہ عنہا جو ایک صحابیہ ہیں کے گھر میں بھی مشک کو منہ لگا کر پانی پیا' انہوں نے بھی مشک کا منہ کاٹ کر رکھ لیا۔

جمع الوسائل میں علامہ حنیرک سے نقل کیا ہے کہ مشک کا منہ کاٹنے سے مقصود یا تو یہ تھا کہ جس جگہ آپ ﷺ کا منہ مبارک لگا ہے اس جگہ کو اگر ہر شخص استعمال کرے تو محبوب کبریا ﷺ کی بے ادبی اور ناقدری کا احتمال ہے۔ اس لئے کاٹ کر رکھ لیا یا تبرک اور شفاء حاصل کرنا مقصود تھا۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''دونوں مراد ہو سکتے ہیں ان میں تضاد نہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رحمت دو جہاں ﷺ صبح کی نماز ادا فرما لیتے تو مدینہ منورہ کے گھروں کے خادم آپ ﷺ کا تبرک حاصل کرنے کے لئے برتن میں پانی لاتے۔ آپ ﷺ اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیتے اور پانی کو بابرکت بناتے۔

حضرت ابو محذورہ سمیرہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ کی چوٹی کے بالوں کو محبوب کریم ﷺ نے اپنے ہاتھوں میں لیا تھا' اس وجہ سے انہوں نے ساری زندگی چوٹی کے بال نہیں کٹوائے۔ اس کا سبب محبوب کریم ﷺ کے ساتھ محبت اور تبرک ہی تھا۔

کفار کے ساتھ ایک جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گر گئی۔ انہوں نے اسے حاصل کرنے کے لئے اپنی جان خطرے میں ڈال کر بہت خونریزی کی۔ جب بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اعتراض کیا تو فرمانے لگے۔ میرا جوش اور غصہ صرف ٹوپی کے لئے نہ تھا بلکہ اس میں محبوب کبریا ﷺ کے بال مبارک تھے۔ جن کی برکت سے مجھے محروم ہونا منظور نہ تھا اور نہ کافروں کے ساتھ میں ایسی مبارک چیز دینے کو دل گوارا کرتا تھا۔

شاہ خوباں ﷺ منبر شریف کے جس حصہ پر تشریف رکھتے تھے اس حصہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ رکھتے اور پھر اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ میں مدینہ منورہ میں کسی سواری پر سوار نہیں ہوتا ہوں کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیاء آتی ہے کہ جس دھرتی میں محبوب کبریا ﷺ ہیں اس کو میں جانوروں کے پاؤں سے روندوں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فتویٰ دیا کرتے تھے کہ جو شخص مدینہ منورہ کی پاک و مقدس سرزمین کو ردی اور ناقص قرار دے اسے تیس کوڑے مارے جائیں اور اسے جیل میں ڈال دیا جائے۔

عجب چیز ہے لذت آشنائی

☆ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتے تو جس راستے سے رحمت دوجہاں ﷺ نے سفر کیا تھا' اسی راستے پر سفر کرتے اور جہاں جہاں محبوب کریم ﷺ نے پڑاؤ فرمایا رات گزاری وہیں پڑاؤ کرتے تھے۔ رات گزارتے اور جس جس جگہ محبوب ﷺ نے نماز ادا فرمائی اسی جگہ کو متعین کرنے میں مبالغہ اور کاوش سے کام لیتے۔ اس کی حدود متعین کرتے۔ سڑک سے اس کی دوری بتاتے۔ کسی درخت سے اس کا فاصلہ بتاتے۔ کسی ٹیلے سے اس جگہ کا قرب یا بعد بیان فرماتے۔ یہ سب کچھ محبت و عشق کی علامات ہیں۔

☆ غزوہ خیبر میں ایک قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا۔ ایک دن حاکم کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ کل میں پرچم اس مرد کو عطا کروں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک اس سعادت کے حصول کا خواہش مند تھا۔ جب صبح ہوئی مالک دوجہاں ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آشوب ہیں۔ رحمت دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔ انہیں بلاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنے لعاب دہن لگایا اور دعا فرمائی۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھیں درست ہوگئیں۔ گویا کبھی دکھی ہی نہیں تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر فتح نصیب فرمائی۔ اس کے بعد پھر کبھی ان کی آنکھیں نہیں دکھیں۔

☆ حضرت محمد بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری والدہ نے مجھے بتایا کہ میں نے ارض حبشہ میں تجھے جنا۔ بعد میں تجھے لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئی۔ ابھی مدینہ پاک پہنچنے میں ایک دو دن کا سفر باقی تھا کہ ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور میں کھانا پکانے لگی۔ لکڑیاں جلد ہی ختم ہوگئیں۔ میں لکڑیاں تلاش کرنے گئی۔ میرے جانے کے بعد تو نے ہانڈی پکڑی اور وہ میرے ہاتھوں پر الٹ گئی۔ میرے ہاتھ جلنے سے زخمی ہو گئے۔ میں جب مدینہ منورہ پہنچی تو دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ محمد بن خطاب ہے۔ آپ کے نام پاک پر اس کا نام رکھا ہے اور مدینہ آتے ہوئے حادثہ کا شکار ہو گیا ہے۔

رحمت دوجہاں ﷺ نے میرے جلے ہوئے ہاتھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ ہاتھوں کو مس کیا اور مزید لعاب مبارک ملا اور دعا فرمائی۔ تھوڑی دیر میں ان کا ہاتھ بالکل درست ہو گیا۔

☆ حضرت خبیب ابن فدیک رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ایک عجیب حادثہ میں بالکل سفید ہو گئی تھیں۔ انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو لے کر رحمت دوجہاں ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ محبوب کریم ﷺ سے وجہ دریافت کی۔ انہوں نے اپنا قصہ تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا۔

مالک دوجہاں ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا اس کی برکت سے وہ دیکھنے لگا۔ ان کے صاحبزادے بیان کرتے تھے کہ والد صاحب اسی (۸۰) سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے۔

## محبت رسول ﷺ کا حقیقی تصور

دوستو! لفظ محبت کی حقیقی اور حتمی تعبیر آج تک بیان نہیں ہوسکی۔ ہر کسی نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس کے معانی بیان کیے ہیں لیکن ہر دانا اور بینا اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ چار حروف کا یہ مجموعہ اپنے اندر سمندر سے زیادہ گہرائی، کائنات سے زیادہ وسعت، بھڑکی آگ کے شعلوں سے زیادہ تپش، آفتاب و مہتاب سے زیادہ نورانیت، گلاب کی پنکھڑی سے زیادہ نزاکت، قطرہ شبنم سے زیادہ لطافت، موجوں سے بڑھ کر روانی، دریاؤں سے زیادہ طغیانی، پروانے سے بڑھ کر درد، شمع سے کہیں زیادہ گداز، آب رواں جیسا ترنم اور بلبل جیسا میٹھا تکلم رکھتا ہے۔ ارباب علم و دانش نے محبت کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔

معروف مسلم سکالر امام ابن قیم کہتے ہیں کہ محبت کی جتنی تعریف کی جائے اتنی تعریف الجھ جاتی ہے۔ محبت کی تعریف یہ ہے کہ محبت بس محبت ہی ہے۔

محبت معنی و الفاظ میں لائی نہیں جاتی
یہ وہ نازک حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

امام المحدثین امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں۔ والمراد انا تحب ارادتك وافعالك ونفسك ومالك ووقتك لمن تحبه "محبت یہ ہے کہ تو اپنے ارادے اپنے افعال اپنی جان اپنے مال اور اپنے وقت کو محبوب کی قدروں پر نچھاور کردے"۔ آگے فرماتے ہیں العشق افراط الحب "عشق محبت کی انتہا کو کہتے ہیں"۔

محبت درحقیقت کیفیات کا بحر بیکراں ہے، جذبات کا سیل رواں ہے، تخلیق کائنات کا محرک ہے، حسن کائنات کا جوہر ہے، نظم کائنات کا محور ہے، شخصیت انسانی کا زیور ہے، خالق کائنات کا نور ہے۔ محبوب دوجہاں ﷺ کا منشور ہے، امن عالم کی ضمانت ہے، ایمان اسلام کی امانت ہے، علم و عمل کی معراج ہے، عبادت و ریاضت کا نچوڑ ہے۔

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

محبت کے متعلق مالک دوجہاں ﷺ کا فرمان عالی شانی ہے۔ حبك الشي لعيبى ويلبصم "تمہیں کسی چیز کی محبت اندھا بھی کردیتی ہے اور بہرا بھی کردیتی ہے"۔ مطلب یہ ہے کہ محبت کی آنکھیں محبوب کے علاوہ کسی اور چیز کو دیکھتی ہی نہیں اور اس کے کان کسی اور کی آواز سنتے ہی نہیں یعنی اس کے تمام حواس اپنے محبوب کے لئے وقف ہو جاتے ہیں۔ اب عقل یہ سوال کرتی ہے کہ محبت رسول ﷺ کیوں

ضروری ہے تو قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ "اے (محبوب ﷺ) آپ فرمائیں اگر تمہارے باپ دادا اور تمہارے بیٹے اور تمہارے (سگے) بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور تمہارے مال جو تم نے کمائے اور تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو اور رہائشی مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو' زیادہ محبوب ہوں تمہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا (سورۃ توبہ)۔

بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔ "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے والد' اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرے"۔ اب عقل انسانی یہ سوال کرتی ہے کہ محبت ہوتی کیوں ہے؟ تو اہل دل یہ کہتے ہیں یا تو کوئی شخص صاحب علم و کمال ہو تو انسان اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے یا کوئی شخص صاحب حسن و جمال ہو تو دوسرا شخص اس ے محبت کرنے لگتا ہے یا کوئی شخص صاحب مال و منال ہو تو پھر بھی دوسرا شخص اس سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اللہ قادر و کریم نے صاحب لولاک فخر موجودات حضرت احمد مجتبی محمد مصطفے ﷺ کو صاحب علم و کمال بنایا' صاحب مال و منال بھی بنایا اور صاحب حسن و جمال بھی بنایا تا کہ کوئی علم و کمال کو پسند کرنے والا ہو تو وہ بھی محبوب خدا ﷺ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائے یا اگر کوئی حسن و جمال کا طلب گار ہو تو وہ بھی محبوب خدا ﷺ کو اپنا محبوب بنانے پر مجبور ہو جائے یا اگر کوئی مال و منال چاہنے والا ہو تو وہ بھی محبوب خدا ﷺ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ کے علم و کمال' مال و منال اور حسن و جمال کے متعلق قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

## صاحب حسن و جمال

اللہ قادر و کریم نے اپنے محبوب ﷺ کو حسن و جمال کے لحاظ سے بھی کامل بنایا ارشاد فرمایا۔ والضحیٰ مفسرین کہتے ہیں یہ درحقیقت چہرہ مصطفےٰ ﷺ کی قسم ہے واللیل یہ درحقیقت زلف مصطفےٰ ﷺ کی قسم اللہ نے اٹھائی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ سراجاً منیرا "میرا محبوب چمکتا ہوا آفتاب ہے" اور کہیں فرمایا قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین "لوگو! تمہاری طرف نور (محمد ﷺ) اور روشن کتاب آ گئی"۔

☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ چودھویں کی رات تھی اور ادھر سرکار مدینہ محمد ﷺ سرخ ڈوروں والی یمنی چادر اوڑھ کر بیٹھے تھے۔ میں نے چہرۂ مصطفےٰ ﷺ کو دیکھا اور چاند کو بھی دیکھا لیکن حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل اور خوبصورت تھے۔ مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

چہرے پہ قربان شمس و قمر
زلفوں پہ تصدیق شام و سحر
رخساروں پہ ٹھہرے کس کی نظر
تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا!

☆ زرقانی اور مواہب اللدنیہ میں روایت موجود ہے۔ ''حضور ﷺ کا تمام حسن و جمال اگر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں دیکھنے کی تاب نہ لا سکتی تھیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی کتاب نشر الطیب میں لکھا ہے لم یظھر جمالا کما ھو جس طرح آپ کا حسن تھا اس طرح ظاہر نہ ہوا۔
مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دیوبند نے قصائد قاسمی میں لکھا ہے کہ

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
کوئی تجھ کو کیا سمجھے بجز ستار

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے حسن پر بشریت کا پردہ ہے اور اللہ کے سوا آپ ﷺ کو کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اب عاشق رسول کی سنیئے۔ کسی نے امام اہل سنت سے پوچھا یا حضرت قبر والی منزل بڑی مشکل ہے۔ کیا تیاری کی فرمایا۔

لحد میں عشق رخ شاہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

اور اسی وزن پر پیر نصیر الدین نصیر نے کیا خوب فرمایا ہے۔

نظر با عالم پاکیزگی پڑے ان پر
مسافران لحد اس لئے نہا کے چلے
نصیر کون ہے ان کے سوا رسول ایسا
جو بخشوانے پے آئے تو بخشوا کے چلے

## محبوب ﷺ صاحب مال و منال

اللہ قادر و کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو مال و منال کے لحاظ سے بھی مخلوق میں یکتا بنایا اور ارشاد ربانی ہے۔ واما السائل فلا تنھر ''اے محبوب ﷺ کسی بھی سائل کو مت جھڑکو''۔ سائل پر الف لام یا تو جنس کا ہوگا یا استغراق کا ہوگا اگر سائل پر الف لام جنس کا ہو تو معنی یہ ہوگا کہ جو چیز بھی سائل مانگے اسے مت جھڑکو (دے دو) اور اگر الف لام استغراق کا ہو تو معنی ہوں گے اگر سائل سارے اکٹھے ہو جائیں تو بھی مت جھڑکو (ان سب کی حاجت کے مطابق انہیں عطا فرماؤ) کیونکہ انا اعطینك الکوثر ''ہم نے تمہیں خیر کثیر عطا کر دیا'' اور مشکوۃ شریف کی حدیث ہے۔ انما انا قاسم واللہ یعطی ''میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دینے والا ہے''۔ مشکوۃ شریف میں ہے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے محبوب

دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ یـا ربیـعـه سـل اے ربیعہ (رضی اللہ عنہ) مانگو! انہوں نے عرض کیا کیا۔ اسئلك مرافقك فی الجنته یارسول الله "یارسول اللہ (ﷺ)! جنت میں آپ ﷺ کی معیت مانگتا ہوں" اس حدیث کے ماتحت مسلم الفریقین شخصیت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "یعنی مالک دو جہاں ﷺ نے سل فرمایا یعنی مانگو اور یہ نہیں فرمایا کہ فلاں شے سے مانگو اس سے معلوم ہوتا ہے تمام اشیاء ان کے دست ہمت میں ہیں جسے چاہیں جتنا چاہیں اللہ رب العزت کے اذن سے عطا کر سکتے ہیں"۔ ترمذی شریف ابن ماجہ' نسائی' مواہب اللدنیہ و زرقانی اور طبرانی میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک نابینا صحابی محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ سے دعا کریں کہ اللہ مجھے آنکھیں دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا مانگو۔ اللهم انی اسئلك واتوجه اليك بمحمد نبی الرحمته يا محمدانی قد توجهت بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی "اے اللہ میں نے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کو تیری بارگاہ اقدس میں وسیلہ دے کر تجھ سے دعا مانگتا ہوں' اے آقا دو عالم ﷺ میں آپ ﷺ کے وسیلے سے اپنی اس ضرورت کی خاطر اللہ سے دعا مانگتا ہوں تاکہ میری یہ حاجت پوری ہو"۔

یہ دعا مانگنے کی دیر ہوئی کہ اللہ نے اس کو بینائی دے دی۔ سلف صالحین یہ کہتے ہیں کہ معلم اخلاق ﷺ کی سکھائی ہوئی اور آپ ﷺ کے وسیلہ سے مانگی ہوئی یہ دعا آج بھی ہر جائز اور نیک مقصد کے لئے مجرب ہے۔ غرضیکہ جب اللہ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو علم و کمال' حسن و جمال اور مال و منال ہر لحاظ سے کامل بنا دیا تو کائنات کی ہر شے آپ ﷺ سے محبت کرنے لگی۔

اللہ تعالیٰ بطفیل زلف محبوب کریم ﷺ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

35

## چیف آرگنائزر بزم عشاق

## حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

## کی عالمانہ‘ عارفانہ‘ عاشقانہ‘ چند تحریریں

| | |
|---|---|
| وسیلۂ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم | گریہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم |
| بزم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم | عشق خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم |
| اطاعت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم | جنت کے مالک |
| شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ | راحت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم |
| لفظ ولی کا معنی و مفہوم | قلب سلیم |
| عقیدت کے پھول | آئینہ جمال کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم |
| بنا کے مصور نے توڑا قلم | محبت اور علامات محبت |
| آداب محبت | صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد |
| اسلاف کا جذبہ ایثار | اسلاف کا شوق علم |
| حقیقت عظمت | حقیقت عشق |

دکھی انسانیت اور پریشان' مایوس کن غریب لوگوں کے لئے ایک عظیم خوشخبری

# فیضان اولیاء روحانی علاج گاہ

روحانی قرآنی عملیات وتعویزات کے ذریعے ہر مقصد میں کامیابی

- جن بھوت آسیب
- جادوٹونہ، کالے علم کے کاٹ پلٹ
- دوستی، دشمنی گھریلو ناچاقیاں
- اولاد کا نہ ہونا
- شادی میں رکاوٹ
- ہر جسمانی مرض
- من پسند کی شادی
- کاروباری بندش مقدمہ میں ناکامی

**طلاق سے بچئے** مشاہدات وتجربات نے یہ ثابت کردیا ہے کہ ہمارے ملک میں ہزاروں طلاقیں محض اس لئے ہوتی ہیں کہ شادی کرتے وقت والدین کی طرف سے یہ قطعاً احتیاط نہیں کی جاتی کہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے والوں کے ستاروں کی کیا پوزیشن ہے' حالانکہ یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ ستاروں کے متضاد اثرات کے مالک افراد کبھی بھی ایک دوسرے کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے۔

**کوئی ماں یا باپ** یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ اس کی بیٹی کی گھریلو اجیرن رہے یا اس کا بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دے کر ان کے لئے الجھنیں اور پریشانیاں پیدا کرے مگر اس کے باوجود سب کچھ ہورہا ہے اور معمولی غفلت اور کوتاہی کے سبب ہنستے ہوئے گھر تباہ وبرباد ہورہے ہیں اگر آپ دلہا دلہن کے ستاروں کا تجزیہ کرالیں تو انشاءاللہ کسی بھی پریشانی کا سامنا نہیں ہوگا۔

**اپنے بچوں کے نام** ان کی تاریخ کے مطابق ازروئے نجوم رکھیں تاکہ ساری زندگی صرف اسی سیارے کے زیراثر گزرے جس کے تحت ان کی پیدائش ہوئی ہے اگر آپ کے بچے کا نام بمطابق پیدائش نہیں ہوگا تو وہ دو مختلف سیاروں کے اثرات سے متاثر ہوکر ناقابل فہم حالات وواقعات سے دوچار رہے گا۔ ممکن ہے کہ وہ دوہری زندگی بسر کرے بہتر تو یہ ہے کہ آپ اپنے بچے کا پورا زائچہ پیدائش بنوالیں تاکہ بچے کے مستقبل کا تفصیلی جائزہ لیا جاسکے۔ اگر آپ مکمل زائچہ نہیں بنوانا چاہتے تو پھر بچے کا نام لازمی طور پر ازروئے نجوم ہم سے تجویز کرائیں انشاءاللہ اس کے نتائج بہت شاندار برآمد ہوں گے۔

**قسمت کا ستارہ** یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ انسانی زندگی مکمل طور پر ستاروں کے اثرات سے متاثر ہوتی ہے ستارے انسان کو تخت وتاج کا مالک بنادیتے ہیں اور دانے دانے کے لئے محتاج بھی کردیتے ہیں ہم میں سے بہت کم لوگ اپنے ستاروں کے نیک وبد ادوار سے آگاہ ہوتے ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم کام اپنی ہی مرضی سے کرکے فائدہ تو درکنار اس کثیر رقم سے بھی محروم ہوجاتے ہیں جو کہ اثاثہ زندگی ہوتی ہے۔ آپ اگر اب تک زائچہ نہیں بنواسکے ہیں تو پھر دیر نہ کیجئے اور زائچہ بنوایئے۔

**ناکامیاں آپ کا مقدر تو نہیں پھر آپ اس قدر مایوس کیوں؟** ہوسکتا ہے کہ آپ نے حصول مقصد کے لئے جو راستہ اختیار کیا ہے وہی غلط ہو! یہ بھی حقیقت ہے کہ پریشانیوں میں گھرا ہوا انسان ذہنی طور پر اس قابل نہیں رہتا کہ راہ نجات خود ہی تلاش کرسکے لہذا آپ ہماری خدمات حاصل کریں ہم دنیا کے قدیم اور پراسرار علوم کے ذریعہ آپ کی راہنمائی کریں گے۔ انشاءاللہ آپ کامیاب ہوں گے۔ مزید تفصیلات کے لئے ملیں یا فون پر رابطہ کریں۔

- جگر کی گرمی
- نظام معدہ
- احتلام جریان
- لیکوریا
- مردانہ کمزوری
- شوگر' بواسیر

مردوں، عورتوں کے پوشیدہ وپیچیدہ ہر بیماری کا علاج اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

نوٹ

عورتوں کے لئے باپردہ الگ انتظام

بچیوں اور بچوں کے رشتے بھی کرائے جاتے ہیں۔ والدین ملیں۔

آپ کی بات صرف آپ تک
رازداری ہمارا شعار ہے۔

## جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن والحدیث

0300 6661755